© rasailojaraid.com

شکست

انشا

(سعید احمد اکبر آبادی)

نگوں سرِ قیصر و فغفور و خاقاں ہیں میں کیا جانوں
بزیرِ پائے غربت تاجِ شاہاں ہیں میں کیا جانوں

فشارِ زندگی میں قید انساں ہیں میں کیا جانوں
کنارِ دھر میں پوشیدہ طوفاں ہیں میں کیا جانوں

حریمِ عیش میں جن کے نہ تھا غم کا گذر ہرگز
وہ ہمدرد و رفیقِ غمگساراں ہیں میں کیا جانیں

فروغِ حسن و مَل سے جن کے چہرے جگمگاتے تھے
اب ان کے حال پر دشمن بھی گریاں ہیں میں کیا جانوں

غرورِ محفل آرائی تھا جن روشن چراغوں کو
چراغِ کشتۂ گورِ غریباں ہیں میں کیا جانوں

گذر شب کا نہ ہوتا تھا کبھی جن جلوہ خانوں میں
برنگِ خانۂ مفلس وہ ویراں ہیں میں کیا جانوں

جنھیں توہینِ اربابِ وفا اک کھیل تھا گویا
وفا کا نام سنتے ہی پشیماں ہیں میں کیا جانوں

جنھیں بندِ قبا کی رازداری پر بھروسہ تھا
بفکرِ بخیہ کاریِ گریباں ہیں میں کیا جانوں

جنھیں تزئینِ بزمِ ناز ہی سے کام تھا ہر دم
شریکِ دردِ بیمارانِ ہجراں ہیں میں کیا جانوں

وہ جن کا مشغلہ تھا اہتمامِ زینت و نکہت
وہ کیوں صیدِ زبونِ یاس و حرماں ہیں میں کیا جانوں

وہ جن کے پائے نازک پر گراں تھا فرشِ مخمل بھی
وہ دشتِ پُرخطر میں پابجولاں ہیں میں کیا جانوں

تصدق کہکشاں جس طلعتِ روشن پہ ہوتی تھی
اسی پر کچھ نشانِ سوزِ پنہاں ہیں میں کیا جانوں

وہ رخسارِ درخشاں غیرتِ مہر و مہ و انجم
مثالِ یک چراغِ زیرِ داماں ہیں میں کیا جانوں

جنھیں آرائشِ گیسو سے اک لمحہ نہ تھی فرصت
انھیں کے بال بکھرے اور پریشاں ہیں میں کیا جانوں

لبِ لعلیں تبسم کھیلتا تھا ہر گھڑی جن پر
شرر افشاں و وقفِ آہ و لرزاں ہیں میں کیا جانوں

وہ آنکھیں شعلۂ برقِ تپاں کا جن میں مسکن تھا
وفورِ گریہ سے ممنونِ داماں ہیں میں کیا جانوں

© rasailojaraid.com